© rasailojaraid.com

مولانا سیّد سلیمان ندوی مرحوم

(پہلی قسط)

مجسّموں اور تصویروں کے متعلق اسلام کا شرعی حکم

ایک مدت سے احباب کا تقاضا تھا کہ میں اس موضوع پر کچھ لکھوں۔ احباب شملہ کا اصرار تو یہاں تک بڑھا کہ وہ آزردگی کی حد تک پہنچ گیا، لیکن میں صرف اس لیے بہانہ جُوئی کر رہا تھا کہ اس مسئلے کے متعلق خود مجھے اطمینانِ قلب اور انشراحِ صدر حاصل نہ تھا اور کسی مسئلہ شرعی پر بغیر اس کیفیت کے حصول کے کچھ لکھنا اشاعتِ باطل کا فرض ادا کرنا ہے۔

نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام عالم اسلامی میں یہ مسئلہ علمائے دین میں مدتوں زیرِ بحث رہا ہے۔ مصر کے علماء میں سے مفتی عبدہ مرحوم نے تو اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے بشرطیکہ وہ بت پرستی کی حد سے باہر ہو۔ علامہ سید رشید رضا مصری نے المنار کے متعدد فتاویٰ میں اس کو جائز بتایا ہے۔

ہندوستان میں گو کسی عالم نے مستقل اس بحث کو نہیں چھیڑا لیکن عموماً علمائے ہند کے درمیان یہ مسئلہ عدم جواز ہی کی حالت میں ہے۔ مولوی چراغ علی مرحوم نے اس واقعہ سے کہ حضرت سلیمانؑ کے محل میں مجسمے اور تصویریں تھیں اُن کو مطلقاً جائز سمجھنا چاہا ہے۔ اخیر زمانے میں اس مسئلہ نے ہندوستان میں اس لیے اور بھی پیچیدگی اختیار کر لی کہ ہندوستان کا مشہور مذہبی رسالہ الہلال کلکتہ سے نمودار ہوا تو اس شان سے کہ ایک طرف تو اتباعِ شریعت اور عمل بالقرآن والسنۃ کا صحیفۂ دعوت اس کے ہاتھ میں تھا اور دُوسری طرف اس کے دُوسرے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہاتھ میں خوش نما اور خوش رنگ تصویروں کا البم تھا ع

درکفے جام شریعت درکفے سندان عشق

اسی زمانے میں مجھ سے اس مسئلے کی توضیح کی فرمائش کی گئی تھی لیکن دیوان قضا میں یہ خدمت "معارف" کے لیے طے ہو چکی تھی اور کہیں کیونکر انجام پاتی۔ ونسئل اللہ التوفیق و الصواب۔

آج کل تصاویر، دُنیا کی تہذیب جدید کا جُز ہو گئی ہیں بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اس خاکی دُنیا کے علاوہ ایک اور کاغذی دُنیا پیدا ہو گئی ہے جو افلاطون کے عالم مثل سے زیادہ حیرت انگیز اور وسیع ہے! عالم مثل صرف کلیات کا مسکن ہیں لیکن ہماری تصاویر کا عالم کلیات و جزئیات، جواہر و اعراض سب کا مسکن ہیں!

تصویرکشی کا آغاز کیونکر ہوا؟ یہ فانی انسان کی آرزوئے خلود اور آنکھوں سے دُور اور اوجھل ہستیوں کی خواہش دید کا نتیجہ ہے۔ پُرزور سے پُرزور اور طاقتور سے طاقتور انسان زندہ ہوتا ہے اور مرجاتا ہے، ہماری خواہش یہ ہے کہ وہ کبھی ہم سے جُدا نہ ہو، وہ ہماری آنکھوں سے پنہاں نہ ہو، اس کی کیا صورت ہے، صرف یہ کہ اس کی نقل اور عکس جو ہماری آنکھوں میں اصل کی کیفیت پیدا کرے، ہمارے سامنے موجود ہو، یہیں سے ہیرو ورشپ یعنی نامور پرستی کا آغاز ہوتا ہے۔

دیوتا جو جاہل انسانوں کے خدا تھے ان کے پرستار چاہتے تھے کہ وہ ہمارے سامنے آئیں ہم ان کی خدمت گزاری کریں، ان کے دیدار سے متمتع ہوں، وہ مجسم ہو کر ہمارے گھروں میں رہیں کہ ہمارے گھر مصیبتوں اور بلاؤں سے محفوظ رہیں، ہم ان کے سامنے سجدے میں گریں، ہم ان کو اپنا خدا کہہ کر یاد کریں اور ان کی صورت سے تسکین حاصل کریں۔ اس کی تدبیر بجز اس کے کیا ہے کہ پتھر، مٹی، سونا، چاندی اور دیگر ٹھوس چیزوں سے ہمارا تخیل ان کی صورت گری کر کے ان کو مجسم کر دے۔

قدیم زمانے میں یہی ایک چیز تھی جو دنیا کی گمراہی، باطل پذیری اور بُت پرستی کا ذریعہ بنی، ہندوستان، مصر، بابل، چین اور یونان اس باطل پرستی کے مظہر تھے اور یہیں اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فن نے کمال حاصل کیا ہے۔ ہندوستان میں تصویر کشی کا سب سے زرّین عہد بُودھ کا زمانہ ہے۔ اس وقت جس قدر یادگار مجسمے سنگی مورتوں کی صورت میں نمودار ہیں وہ سب اسی عہد کی پیداوار ہیں۔ حالانکہ ایک طرف بودھیوں کا یہ حال ہے کہ وہ خدا تک کے قائل نہیں اور دوسری طرف یہ عالم ہے کہ بُودھ کی تصویروں اور مورتوں سے انھوں نے ہندوستان کے پہاڑوں، غاروں اور عمارتوں کو معمور کر دیا اور ایک مدت سے خدائی کا جلوہ صرف بُودھ کی صورت میں ان کو نظر آتا ہے۔

یہی اسباب تھے جن کی بنا پر مذاہب صحیحہ نے بُت تراشی اور تصویر کشی کو ناجائز قرار دیا اور اس کو انسان کا ایک ملعون فعل بتایا۔ چنانچہ تورات، کتاب الاحبار میں ہے:-

"تم بتوں کی طرف رجوع مت ہو اور نہ اپنے لیے ڈھالے ہوئے معبودوں کو بناؤ۔ میں خداوند تمھارا خدا ہوں" (۱۹-۴)

آگے چل کر اسی کتاب کے چھبیسویں باب میں اس مفہوم کو اور زیادہ مفصل بیان کیا گیا ہے

"تم اپنے لیے بتوں کو یا کسی تراشی ہوئی مورت کو نہ بناؤ اور نہ پُوجنے کی لاٹ کو کھڑا کرو اور نہ اپنے لیے کوئی صورت دار پتھر اپنے ملک میں کھڑا کرو کہ اس کے آگے سجدہ کرو اس لیے کہ میں خداوند تمھارا خدا ہوں" (۲۶-۱)

حزقیال نبی کی کتاب میں ہے:-

"تو اپنے لیے تراشی ہوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر اور نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے، مت بنا، تو انھیں سجدہ نہ کر، نہ ان کی بندگی کر" (۵-۸)

استثنا باب ۲۷ میں ہے:-

"اُس شخص پر جو اپنے ہاتھوں کی کارگری سے کھود کے یا ڈھال کے بُت بنائے جس سے خداوند کو نفرت ہے اور اسے پوشیدہ مکان میں رکھے اس پر لعنت ہے"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت داؤدؑ کی زبور میں ہے :-

"شرمندہ ہوں وہ سب جو کھودے ہوئے بت پوجتے ہیں اور مورتوں پر پھولتے ہیں۔ اے سارے معبودو تم اُسے سجدہ کرو (۹۷-۷)

ان حوالوں سے یہ بخوبی واضح ہوتا ہے کہ سامی خاندان کے سب سے پرانے مذہب میں بھی بُت تراشی اور صورت گری ناجائز تھی اور اس کے تمام انبیاءؑ نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو مجسمے اور تصاویر بُت پرستی کے کام میں نہ آتی تھیں یعنی وہ دیوتاؤں اور دیبیوں کی شبیہیں نہ تھیں ان کا استعمال شریعت بنی اسرائیل میں جائز ہے۔ علاوہ ازیں کہ تورات کے مذکورہ بالا فقروں سے یہ مفہوم ہوتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تاریخ سے بھی اس اسی کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت سلیمانؑ نے جو محل اور ایوان اور بیت المقدس کی عمارتیں تعمیر کرائی تھیں ان کے کواڑوں پر، کرسیوں پر اور دیگر مقامات پر بیلوں، شیروں اور فرشتوں کی تصویریں اور مورتیں بنوائی تھیں۔ تاریخ کی پہلی کتاب میں ہے :-

"(مصنوعی) تالاب بارہ بیلوں پر تھا ... اور ان حاشیوں پر شیر، بیل اور فرشتے بنے تھے ... تالاب کے نیچے بارہ بیل اور دیگیں اور پھاوڑے اور پیالے ... (۸) صندوقِ عہد کو دو فرشتوں کے پروں کے نیچے رکھا۔ کیونکہ فرشتے اپنے دونوں بازو صندوق پر پھیلائے ہوئے تھے"

(باب ۷، و ۸ ملتقطاً)

قرآن مجید میں اسی واقعہ کو اس آیت پاک میں بیان کیا گیا ہے :-

يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَآءُ مِنْ	وہ سلیمانؑ کے لیے جو وہ چاہتا تھا بناتے تھے
مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ	شاندار عمارتیں، مورتیں اور حوض کے جیسے پیالے
كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ (سورۂ سبا)	اور بڑی بڑی دیگیں جو ایک جگہ جمی رہتی تھیں۔

انجیل میں تصاویر اور مجسموں کے لیے کوئی امتناعی حکم مذکور نہیں اور ضرورت بھی نہ تھی اس لیے کہ انجیل، تورات کے تمام احکام کو بسر و چشم قبول کرتی ہے اور اس کی شریعت کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ناقابلِ تنسیر قرار دیتی ہے۔ لیکن رومیوں اور مصریوں کے قبولِ عیسائیت کے بعد شریعت عیسوی میں جو تحریف و تنسیخ ہوئی، اس کا ایک اثر یہ بھی ہوا کہ ان قوموں میں چوں کہ مجسمہ پرستی اور بت پرستی کا رواج تھا اس لیے وہ عیسائی ہونے کے بعد بھی ان میں باقی رہ گیا، فرق اس قدر ہوا کہ پہلے وہ دیوتاؤں اور دیبیوں کی مورتیں پوجتے تھے اور اب ان کے بجائے مسیحؑ، مریم اور روح القدس کی مورتوں کی پرستش شروع کی، کلیساؤں اور معبدوں میں پرانی مورتوں کے بجائے ماں، بیٹے اور روح القدس کے مجسموں نے جگہ پائی اور آخر اس کو وسعت یہاں تک ہوئی کہ رومی دستکاری اور صنعت کے موقعوں پر بھی نقش و نگار کے بجائے ان تصویروں کو استعمال کرنے لگے اور اس کو اپنے خیال میں اپنے مذہب کی اشاعت کا ذریعہ سمجھا۔

اہلِ ایران جو اپنے کو علم و تمدن اور مذہب و سیاست میں رومیوں کا حریف سمجھتے تھے وہ اپنے ملک سے جو مصنوعات باہر بھیجتے تھے، ان میں اپنے بادشاہوں کی تصویریں بناتے تھے۔

عرب جاہلیت میں بھی مجسمہ سازی کا رواج انتہائے عروج پر پہنچ چکا تھا، خلیلؑ بت شکن کا معبد تین سو ساٹھ (۳۶۰) بتوں کا مسکن تھا۔ کعبہ کی دیواروں پر حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریم کی رنگین تصویریں بنی تھیں۔ چنانچہ ۸ھ میں جب مکہ فتح ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بتوں کو توڑوا دیا اور تصویروں کو پانی سے دھلا کر مٹا دیا۔

عرب سے باہر ہندوستان، ترکستان و چین وغیرہ دیگر بلادِ عالم میں بھی قریب قریب یہی کیفیت تھی۔

غرض تمام دنیا پر مجسمہ پرستی کی ظلمت شب چھائی ہوئی تھی کہ دفعۃً آفتابِ اسلام مطلع عرب سے نمودار ہوا۔ غور کرو! جب دنیا کا یہ نقشہ ہو تو ہر مبلغ توحید جو اس وقت دنیا کے کسی گوشے میں پیدا ہوتا وہ مجسمہ سازی، تصویر کشی اور بت تراشی کی نسبت کیا فیصلہ کرتا، وہی جو اسلام نے کیا، یعنی بت پرستی اور باطل طلبی کے ان تمام ذرائع کو یک قلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسدود کر دیا۔

حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابو طلحہ انصاریؓ، حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے صریح و صحیح احادیث، بخاری و مسلم و ابو داؤد وغیرہ میں مذکور ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں تصویروں کے لٹکانے سے منع فرمایا اور مصوّروں کے لیے سخت سے سخت تہدیدی الفاظ فرمائے۔ چوں کہ تمام کتب حدیث میں ایک ہی قسم و معنیٰ کی سب حدیثیں ہیں، اس لیے صرف چند احادیث جن سے تصویروں کے متعلق مطلقاً امتناعی احکام مفہوم ہوتے ہیں، لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اشد الناس عذابا یوم القیامۃ المصورون۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے بڑا عذاب مصوّروں کو ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم الذین یصنعون الصور یعذبون یوم القیامۃ یقال لھم احیوا ما خلقتم۔

آپؐ نے فرمایا۔ جو تصویر بناتے ہیں قیامت میں ان پر عذاب ہوگا۔ ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے اس میں رُوح پھونکو۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ عز وجل ومن اظلم ممن ذھب یخلق کخلقی فلیخلقوا ذرۃ او لیخلقوا حبۃ او لیخلقوا شعیرۃ۔

آپؐ نے فرمایا خدا ارشاد فرماتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو میری خلقت کی طرح خلق کرنے جاتا ہے۔ اچھا تو وہ ایک ذرّہ تو پیدا کرلے! ایک دانہ تو پیدا کرلے! ایک جَو تو پیدا کرلے! (〃)

۴۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم اشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذی یضاھون بخلق اللہ۔

فرمایا۔ سخت ترین عذاب قیامت میں ان لوگوں کو ہوگا جو خدا کی صفت خلق کی مشابہت کرتے ہیں۔ (بخاری)

صحاح میں ان معنوں کی اور بھی حدیثیں ہیں جن میں الفاظ کا گو کسی قدر اختلاف ہے لیکن مطلب سب کا یہی ہے۔ ان کے علاوہ ایسی حدیثیں بھی ہیں جن میں آپؐ نے یہ فرمایا ہے کہ "جس گھر میں کوئی تصویر یا مجسمہ ہو، اس میں فرشتے نہیں داخل ہوتے۔ ایسی بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیثیں ہیں جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ "آپ جہاں تصویروں کو دیکھتے تھے ان کے بگاڑ دینے کا حکم فرماتے تھے"۔ یہ تمام حدیثیں صحاح ستہ میں بہ تفصیل مذکور ہیں۔

لیکن ان کے برخلاف ان کے مقابل میں ایسی حدیثیں بھی ہیں جن میں بعض قسم کی تصویریں حرمت سے مستثنیٰ کردی گئی ہیں۔ بعض حدیثوں میں ہے کہ صحابہ کے گھروں میں یا استعمال میں ایسے فرش یا کپڑے تھے جن میں تصویریں تھیں، حالانکہ تصویروں کی ممانعت کا حال انھیں معلوم تھا۔ متعدد صحابہؓ سے روایت ہے کہ غیر ذی روح کی تصویر منع نہیں؛ اسی طرح کپڑے میں تصویر ہو تو اس کا استعمال جائز کیا ہے۔

اب اس موقع پر پہنچ کر، روایت کشی اور تحدیث کے علاوہ فہم، تفقہ اور استنباط کی ضرورت پیش آتی ہے اور یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ ائمۂ حدیث اور فقہائے مجتہدین نے رفع اختلاف اور اصل مسئلہ کی توضیح اور احادیث کے مطالب و معانی کی تشریح کیوں کر کی ہے۔

اس سے پہلے کہ ائمۂ حدیث اور فقہائے مجتہدین کے اقوال و آراء معرض بحث میں لائے جائیں اسلام کے ایک خاص اصولِ تشریع (قانون سازی) کی تفصیل نہایت ضروری ہے۔

عرب میں جو باطل پرستیاں اور برائیاں ایسی شدید اور عالمگیر تھیں کہ وہ عربوں کی رگ و ریشہ میں سرایت کرگئی تھیں اور گویا وہ ملک کی ضلالت کا عنصر اصلی بن گئی تھیں۔ اسلام نے ان کی حرمت کے ساتھ پہلے ان کے متعلقات اور دوسرے ذرائع کی بھی ممانعت کردی۔ پھر جیسے جیسے طبائع سے ان برائیوں کا استیصال ہوتا گیا ان کے متعلقات اور ذرائع میں وہ ڈھیل دیتا گیا۔ یہاں تک کہ پورے اطمینان کے بعد ایک دن ان کے جواز کا اس نے اعلان کردیا۔ اس قسم کے متعدد مسائل احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں۔ مثلاً جب شراب حرام کی گئی تو ان برتنوں کے استعمال کی بھی ممانعت کردی گئی جن میں عموماً عرب میں شراب بنانے کا دستور تھا۔ لیکن جب شراب کی عادت عربوں سے چھوٹ گئی تو ان برتنوں کے عدم جواز کا فتویٰ اٹھا لیا گیا۔ اسی طرح عربوں کی شدت اصنام پرستی کو دیکھ کر زیارت قبور تک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجائز قرار دیا۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد جب یہ خطرہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاتا رہا تو آپ نے اس کی اجازت دے دی ۔ سونے اور حریر کا استعمال پہلے عورتوں اور مردوں دونوں کے لیے حرام کیا گیا لیکن آخر میں عورتوں کے لیے حلال کردیا گیا اور مردوں کے حق میں حرمت علیٰ حالہا قائم رکھی گئی ۔ اس قسم کی اور مثالیں بھی شریعت میں مل سکتی ہیں ۔

اس قیاس پر یہ سمجھنا نہایت آسان ہے کہ آغاز میں اصنام پرستی کے کلی استیصال کے لیے ہر قسم کی تصویریں مجسمے اور مورتیں حرام کردی گئیں ۔ لیکن بعدازیں جب تمام عرب مسلمان ہوگیا اور بت پرستی کا خدشہ مطلقاً جاتا رہا تو اس مسئلے کی شدت میں کسی قدر تخفیف کی گئی اور بعض صورتیں مستثنیٰ قرار دی گئیں ۔

علامہ بدرالدین عینی بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں :۔

وانمانھی الشارع اوّلا	ابتداءً شارع نے ہر قسم کی تصویروں کو
عن الصور کلھا وان کان رقما	گو وہ نقش ہی کیوں نہ ہوں اس لیے منع کیا کہ اہل عرب
لانھم کانوا حدیثی عھد بعبادة	کہ اصنام پرستی چھوڑے ہوئے بہت ہی کم زمانہ بھی
الصور فنھی عن ذلک جملة ثم	گزرا تھا ۔ اس بناء پر جملہ تصاویر منع کی گئیں ۔ لیکن
لما تقرر نھیہ ذلک اباح ما	جب یہ ممانعت ان کے دلوں میں خوب گھر کر گئی تو
کان رقما فی ثوب للضرورة	تو کپڑے میں جو تصویر نقش ہو ضرورةً جائز کردی گئی ۔
الی ایجاب الثیاب فاباح ما	پس جو تصویریں محل عظمت میں نہ ہوں ان کو مباح کردیا
یمتھن لانہ یومن علی الجاھل	کیوں کہ جاہل سے بھی یہ خطرہ نہیں ہے کہ جو چیز ذلیل
تعظیم ما یمتھن وبقی النھی	سمجھی جائے اس کی وہ تعظیم کرے اور ممانعت ان
فیما لا یمتھن ۔	تصویروں میں باقی رہی جو محل عظمت میں ہوں ۔

تصاویر اور مجسموں کی حرمت کا سبب فقہاء اور محدثین نے تعظیم عبودیت قرار دیا ہے اور اسی بنا پر جن احادیث میں مصوروں اور مجسمہ سازوں کے لیے سخت ترین عذاب کی تہدید ہے وہ صرف ان لوگوں کے لیے خاص بتایا ہے جو پرستش اور پوجا کی مورتیں اور دیوتاؤں اور دیویوں کی تصویریں بناتے ہیں ۔ کیوں کہ جن احادیث میں اشدّ النّاس عذابًا اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نیز خلودِ نار کی سزا اُن کے لیے فرمائی گئی۔ حالاں کہ متعدد احادیث اور آیات قرآنی میں یہ سزائیں صرف کفار اور مشرکین کے مخصوص کہی گئی ہیں، اس بنا پر یہ سزائیں صرف انھیں مصوّروں اور مجسمہ سازوں کے لیے خاص سمجھی جائیں گی جو معبودانِ باطل اور دیوتاؤں کی تصویریں اور مجسمے بنایا کرتے ہیں اور جن کو جاہل لوگ خرید خرید کر اپنے گھروں میں پُوجا پاٹ کے لیے رکھتے ہیں۔ چونکہ ان مصوّروں اور مجسمہ سازوں کا یہ فعل خود مشرکانہ اور ہزاروں انسانوں کے مبتلائے شرک ہونے کا سبب ہوا ہے اس لیے انھیں وہی سزا ملے گی، جو مشرکین کے لیے مقرر ہے۔

امام طبری فرماتے ہیں:-

ان المراد هنا من يصوّر ما يُعبد من دون الله وهو عارف بذلك قاصدا له فانه يكفر بذلك فلا يبعد ان يدخل مدخل آل فرعون۔

یہاں مراد وہ مصوّر ہیں جو ان چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جو خدا کے سوا پوجی جاتی ہیں اور وہ ان کے بطلان سے واقف ہیں اور اسے عبادت کی غرض سے بناتے ہیں کیونکہ وہ اپنے فعل سے کافر ہو جائیں گے اور بعید نہیں کہ وہ آلِ فرعون کا سا عذاب پائیں۔

امام خطابی کا قول ہے:-

انما عظمت عقوبة المصور لان الصور كانت تعبد من دون الله ولان النظر اليها يفتتن وبعض النفوس اليها تميل۔

مصوّر کی عقوبت اس لیے شدید ہوئی کہ تصویریں پہلے خدا کے علاوہ پوجی جاتی تھیں اور اس لیے کہ ان کی طرف دیکھنے سے آدمی مبتلائے فتنہ ہوتا ہے اور بعض قلوب ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری (جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۲) میں اس تطبیق پر مفصل بحث کی ہے اور ان کی ذاتی رائے بھی اسی طرف مائل معلوم ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے اس عذابِ شدید کو ذی روح اشیاء کے مصوّروں تک وسعت دی ہے۔

بہر حال پرستش اور پُوجا کی تصویریں اور مجسمے قطعاً اور کلیتہً حرام اور ناجائز ہیں اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کے بنانے والے شرک و کفر کی بدترین سزاؤں کے مستوجب ہیں۔ فتح مکہ میں اصنام کی خرید و فروخت کی ممانعت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ (صحیح مسلم۔ بیوع) اور حرم میں جس قدر انبیاءؑ اور فرشتوں کی تصویریں تھیں ان کو محو کردیا۔ آخرین لمحۂ حیات میں جو وصیتیں آپؐ نے فرمائی تھیں ان میں ایک مسئلہ یہ بھی تھا۔ بعض ازواج مطہراتؓ نے جو ہجرت کرکے حبشہ گئی تھیں، آپ کے مرض الموت میں حبشہ کے کلیساؤں اور گرجاؤں کا تذکرہ کیا، ان میں جو تصاویر اور مجسمے تھے ان کی تعریف کی۔ آپؐ نے ان کی یہ باتیں سن کر فرمایا :-

ان اولٰئک اذا کان فیھم	ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرجاتا
الرجل الصالح فمات بنوا	ہے تو وہ اس کی قبر پر عبادت گاہ بنا لیتے ہیں جن
علی قبرہ مسجدا وصوّروا فیہ	میں ان کی تصویریں کھڑی کرتے ہیں۔ یہ بدترین مخلوق
تلک الصور اولٰئک شرار الخلق	ہیں خدا کے نزدیک قیامت کے دن۔
عند اللہ عز وجل یوم القیٰمۃ۔	(بخاری و مسلم، باب النہی عن بناء المساجد علی القبور)۔

یہ اس باب میں آپ کا آخری قول ہے اور ہر قسم کے نسخ سے مبرّا اور آزاد ہے۔ اب رہ گئیں وہ تصویریں اور مورتیں جو عبادت اور پوجا کے کام میں نہیں آتیں بلکہ محض خوش نمائی آرائش یا کسی اور غیر مشرکانہ غرض سے بنائی گئی ہوں، ان کے متعلق سب سے پہلے احادیث سے ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ آپ نے ان کو کن اسباب کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے :-

۱۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے :-

خرج فی غزاۃ فاخذت	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں گئے
نمطا فسترتہ علی الباب فلما	تھے، میں نے ایک تصویر دار فرش لیا اور اس کو دروازے
قدم فرأی النمط عرفت	پر لٹکایا، جب آپؐ واپس آئے اور کپڑے کو دیکھا
الکراھیۃ فی وجھہ فجذبہ	تو میں نے آپ کے چہرۂ مبارک میں کراہت پائی
حتی ھتکہ وقال ان اللہ	پھر آپ نے اس پردے کو کھینچ لیا اور پھاڑ ڈالا
لم یأمرنا ان نکسوا الحجارۃ	اور فرمایا کہ خدا نے ہم کو پتھر اور مٹی کو کپڑا پہنانے
والطین۔	کا حکم نہیں دیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ حدیث صحیح مسلم باب التصاویر میں ہے۔ امام احمد نے اسی حدیث کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے :۔

قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سفر وقد اشتریت نمطا فیہ صورۃ فسترتہ علی سہوۃ بیتی فلما دخل کرہ ما صنعت وقال اتسترین الجدر یا عائشۃ فطرحتہ وقطعتہ مرفقتین (جلد ۶ صفحہ ۲۲۰ مصر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس آئے۔ میں نے ایک کپڑا خریدا تھا جس میں ایک صورت تھی تو میں نے اس کو اپنے حجرہ میں لٹکایا۔ جب آپ داخل ہوئے تو میرے اس فعل کو ناپسند کیا اور فرمایا اے عائشہ! دیواروں کو کپڑا پہناتی ہو میں نے اس کو گرادیا اور کاٹ کر دو تکیے بنالیے۔

۲۔ حضرت عائشہ ہی کا واقعہ ہے، فرماتی ہیں :۔

کان لنا ستر فیہ تمثال طائر وکان الداخل اذا دخل استقبلہ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوّلی ھذا فانی کلما دخلت ذکرت الدنیا۔ (مسلم)

ہمارے پاس ایک پردہ تھا جس میں ایک پرندے کی تصویر تھی۔ جب کوئی اندر آنے والا آتا تو وہ اس کے سامنے پڑتا۔ آپ نے فرمایا اس کو ہٹادو، جب میں اندر آتا ہوں تو اس آرائش کو دیکھ کر دنیا کا خیال آتا ہے۔

یہی حدیث امام احمد نے مسند میں بھی انھی الفاظ کے ساتھ دو سندوں سے روایت کی ہے۔ (دیکھو مسند مذکور صفحہ ۴۹ و ۲۴۱ - مصر)

۳۔ ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباسؓ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ ایک دفعہ بیمار تھے تو ایک صاحب ان کی عیادت کو گئے۔ حضرت ابن عباسؓ ایک چادر اوڑھے تھے، اس پر تصویریں بنی تھیں، ان صاحب نے اعتراض کیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا :

ما علمت بہ وما ادری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن ھذا الا للتکبر والتجبر ولسنا بحمد اللہ کذلک (صفحہ ۳۵۶ - طبع حیدرآباد)

مجھے اس کا علم نہیں ہوا اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس سے منع فرمایا لیکن اس لیے کہ اس سے فخر و غرور ہوتا ہے اور ہم لوگ بحمد اللہ ایسے نہیں ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی اس قسم کی زیبائش اور آرائش کے کپڑوں سے دلوں میں غرور و فخر پیدا ہوتا ہے اس لیے آپ نے منع فرمایا۔

۴۔ صحیح بخاری (کتاب الصلوٰۃ و باب التصاویر) میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک مصوّر پردہ تھا جو سامنے لٹکا رہتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

امیطی عنی قرامك هٰذا فانه لاتزال تصاویره تعرض فی صلوتی۔

عائشہ! اپنا پردہ سامنے سے ہٹا لو کیونکہ اس کی تصویریں میری نماز میں خلل انداز ہوا کرتی ہیں۔

ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ غیر مشرکانہ تصاویر ناجائز نہیں، زیادہ سے زیادہ خلاف تقویٰ ہیں۔

ایک مشکل کا حل

حضرت عائشہؓ کے مصوّر پردے کے متعلق متعدد احادیث اُوپر گزر چکی ہیں۔ اور یہ سب بخاری میں یا مسلم میں یا دونوں میں موجود ہیں۔ ان احادیث پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ ان میں شدید اختلافات ہیں:- ایک میں ہے کہ پردہ مکان کے دروازے پر آویزاں تھا، دوسرے میں ہے کہ مکان کے اندر کوئی چھوٹی سی کوٹھڑی بنی تھی اس میں لٹکا ہوا تھا، ایک میں ہے کہ آپ مکان کے اندر داخل نہیں ہوئے، دوسری میں ہے کہ اندر داخل ہوتے تب دیکھا، ایک میں ہے کہ آپ نے پردے کو پھاڑ دیا، دوسری میں ہے کہ اس کے ہٹا دینے کا حکم دیا، ایک میں ہے کہ آپ نے برہمی ظاہر کی دوسری میں نرم الفاظ ہیں، ایک میں ہے کہ اس کپڑے کو پھاڑ کر اس کے تکیے اور گدّے بنے تو استعمال فرمایا، دوسری میں ہے وہ آپ کے بیٹھنے ہی کے لیے اصل میں خریدا گیا تھا، لیکن آپ نے اس کا استعمال ناپسند کیا، ایک میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ان تصویروں کے بنانے والے پر عذاب ہوگا، دوسری میں اس کے متعلق کوئی ذکر نہیں، ایک حدیث میں حضرت عائشہؓ آپ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس گھر میں تصویر ہو فرشتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس میں داخل نہیں ہوتے۔ (صحیح مسلم باب لا تدخل الملٰئکۃ بیتاً فیہ کلبٌ او صُورۃ) لیکن اسی جامع صحیح کے اسی باب میں دوسری روایت میں ہے کہ ایک صاحب نے اُمّ المؤمنین سے دریافت کیا کہ حضرت ابوطلحہ انصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں کتا یا تصویریں ہوں اس میں فرشتے نہیں داخل ہوتے، کیا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سُنا ہے؟ انھوں نے جواب دیا، نہیں، لیکن میں تم سے وہ بیان کروں گی جو آپ کو کرتے دیکھا ہے۔ آپ کسی غزوے میں گئے تھے، میں نے ایک مصور کپڑا لیا اور اس کو دروازے پر لٹکایا، جب آپ واپس آئے اور اس کپڑے کو دیکھا تو میں نے چہرۂ مبارک میں کراہیت کا اثر پایا، پھر آپ نے اس کو کھینچ کر پھاڑ دیا یا کاٹ دیا اور فرمایا کہ ہم کو خدا نے پتھر اور مٹی کو کپڑے پہنانے کا حکم نہیں دیا۔ میں نے اس کپڑے کو پھاڑ کر اس کے دو تکیے بنا لیے تو آپ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

ان دو مختلف المفہوم احادیث کو باہم مربوط کرنے کے لیے محدثین نے تین طریقے اختیار کیے ہیں:۔ اوّل یہ کہ ایک دوسرے کی تاویل اور کسر وانکسار کے بعد ان کو جمع کیا جائے، لیکن درحقیقت یہ جمع بین الضدین کی کوشش ہے۔ دُوم یہ ہے کہ جن احادیث سے رخصت یا کراہت تنزیہی سمجھی جاتی ہے، ان میں تصاویر سے مراد غیر ذی رُوح کی تصاویر ہیں اور جن میں حُرمت اور ممانعت قطعی کا ذکر ہے، ان سے ذی روح تصاویر مراد ہیں۔ لیکن میرے نزدیک یہ وجۂ مصالحت اس لیے صحیح نہیں کہ رخصت اور کراہت تنزیہی کی بعض حدیثوں میں بتصریح ذکر ہے کہ اس میں ذی رُوح کی یعنی پرندے اور گھوڑے کی تصویر تھی۔ (مسلم و مسند احمد و ابوداؤد) سوم یہ کہ تصاویر کی رخصت کا واقعہ آغازِ اسلام میں تھا، حُرمت کی حدیث احادیثِ رخصت کی ناسخ ہے۔ یہ محدث داؤدی کی رائے ہے لیکن عامۂ محدثین ابن حجر اور ابن التین نے اس کی تردید کی ہے۔ اور میرے نزدیک یہ اس لیے غیر صحیح ہے کہ اصولِ اسلام کا مجرّب یہ ہے کہ عقاید اور متعلقات عقاید میں اسلام نے کسی رواداری کو ایک لمحہ کے لیے بھی دخل نہیں دیا ہے۔ ان چیزوں میں اسلام نے اس غرض سے کہ تمام مراسم وذرائع متعلقات شرک و بت پرستی کی بیخ کنی کردی جائے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہلے سخت شدت کا برتاؤ کیا، لیکن جیسے جیسے ان خطرات کا انسداد ہوتا گیا اور عرب سے ان ذمائم مشرکانہ کا استیصال ہوتا گیا، اس شدت کی گرفت بھی ڈھیلی ہوتی گئی۔ اس کی تائید علامہ عینی کے قول سے ہوتی ہے جو آغاز مضمون میں نقل کردیا گیا ہے، اس بنا پر ان احادیث کی تطبیق کی صحیح صورت یہ ہے کہ احادیث حرمت قطعی آغاز اسلام سے متعلق ہیں، احادیث رخصت وکراہت بعد کی ہیں، جو پہلے حکم کے مشرح یا مخصص یا ناسخ ہیں یعنی یہ کہ پہلے مشرکانہ وغیر مشرکانہ، ذی روح وغیر ذی روح تمام تصویریں ناجائز تھیں اور آپ کی شدت غضب وممانعت کے احکام کا تعلق اسی دور سے ہے اور اگر ان کا تعلق دور رخصت سے ہے تو وہ صرف غیر مشرکانہ تصاویر سے متعلق ہے۔

اس تفصیل کے بعد اسلام میں تصاویر کے شرعی حکم کے متعلق یہ فیصلہ سمجھنا چاہیے کہ جو تصویریں مشرکانہ ہیں یعنی ان چیزوں کی تصویریں جن کی پوجا اور پرستش کی جاتی ہے مثلاً ہندوؤں میں دیوتاؤں کی تصویریں، کیتھولک عیسائیوں میں حضرت عیسیٰؑ، حضرت مریم اور شہیدوں کی تصویریں قطعاً ناجائز اور حرام ہیں اور ان کے بنانے والے سخت ترین عذاب کے مستوجب ہیں۔ لیکن جو تصویریں محض زیبائش وآرائش کے کام آتی ہیں، اولیٰ اور بہتر تو یہ ہے کہ ان سے بھی احتراز کیا جائے، لیکن اگر کوئی استعمال کرے تو انشاء اللہ عاصی نہ ہوگا اور حسب ذیل احادیث وآثار جو یقیناً شارع کے آخری حکم کی تکمیل ہے، ہم اپنے ثبوت میں پیش کرتے ہیں:-

مرض الموت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حبش کے گرجاؤں میں جو حضرت عیسیٰؑ ومریم اور دیگر شہداء کی تصویریں تھیں ان کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مشرکانہ تصاویر ہمیشہ کے لیے ناجائز [illegible] اور یہ آپ کا آخری حکم ہے جس کا کوئی ناسخ نہیں۔

غیر مشرکانہ تصاویر کے جواز پر حسب ذیل احادیث وآثار دلالت کرتے ہیں:-

۱- بحوالہ کتب صحاح ومسانید گزر چکا ہے کہ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں ایک مصور پردہ تھا، جس میں پرندے یا گھوڑے کی تصویر تھی، آنحضرت نے فرمایا کہ یہ ہٹا دیا جائے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ اس سے نماز میں خلل پڑتا ہے اور بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا، اس آرائش سے دنیا یاد آتی ہے، اگر اس قسم کی تصویر بھی ناجائز ہوتی تو آپ فوراً اس کے مٹا دینے کا حکم دیتے۔

اس حدیث سے نہ صرف تصویر کی کراہت تنزیہی ثابت ہوتی ہے بلکہ جس طرح یہ تصویر نماز کے آگے مکروہ ہے اسی طرح منقش و رنگا رنگ جانمازیں اور مساجد کی ملون اور گل بوٹے کی محرابیں بھی مکروہ ہیں چنانچہ اسی بنا پر آپ نے منقش چادر (خمیصہ) نماز میں ناپسند فرمائی۔

۲۔ جو مصوّر پردہ حجرے کے دروازے پر حضرت عائشہؓ نے لٹکایا تھا اور جس کو آپ نے پھاڑ ڈالا تھا یا پھاڑ ڈالنے کا حکم دیا تھا، حضرت عائشہؓ نے اس کے دو تکیے بنا لیے تھے جن کو آپ بے تأمل استعمال فرماتے تھے۔ حالانکہ وہ تصویر اس میں اسی طرح موجود تھی جیسا کہ امام احمد نے مسند (جلد ۶ صفحہ ۲۴۷) میں اس کی تصریحی روایت کی ہے، تمام محدثین اور فقہاء نے اس حدیث سے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ اگر تصاویر محل عظمت میں نہ ہوں بلکہ مستحقر اور پامال ہوں مثلاً وہ فرش و قالین میں ہوں تو جائز ہے، لیکن اگر وہ آویزاں یا کھڑی ہوں تو جائز نہیں لیکن آگے حضرت ابوطلحہ کی حدیث آتی ہے جس سے یہ تفریق ناقابلِ اعتبار ہو جاتی ہے۔

۳۔ ترمذی اور کتبِ سنن میں ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے کہ "حضرت میمونہ یا حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تصویر دار پردہ اور ایک مجسمہ تھا، حضرت جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ! مجسمے کا سر کٹوا دیجیے کہ وہ بیجان درخت کی طرح ہو جائے اور پردے کو فرش بنا دیجیے کہ پامال ہو۔"

۴۔ صحیح بخاری اور ابوداؤد کتاب الادب میں ہے کہ "حضرت عائشہؓ اور ان کی سہیلیاں آپ کے سامنے گڑیاں جو قطعاً مورتیں تھیں، کھیلتی تھیں۔

۵۔ مسند احمد اور ابوداؤد کے اسی باب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ غزوہ تبوک یا خیبر سے (راوی کو یاد نہیں) واپس آئے۔ حجرے میں دیکھا پردہ پڑا تھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوا چلی تو پردہ کھل گیا، آپ نے دیکھا کہ چند گڑیاں رکھی ہیں ان کے بیچ میں ایک گھوڑے کی مورت ہے جس کے دونوں بازوؤں میں دو پر لگے ہیں، آپ نے دریافت کیا کہ عائشہ یہ کیا ہے؟ جواب دیا کہ یارسول اللہ! یہ گھوڑا ہے۔ فرمایا کہ گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں! عرض کی یارسول اللہ کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمانؑ کے گھوڑوں کے پر تھے۔ آپ یہ سن کر مسکرا دیئے۔

اِس حدیث میں بڑی اہم چیز یہ ہے کہ تاریخ مذکور ہے یعنی ۸ھ یا ۹ھ کا یہ واقعہ ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تصاویر غیر مشرکانہ کا جواز آغازِ اسلام میں نہیں بلکہ آخرِ اسلام میں تھا، انھیں حدیثوں کی بنا پر محدثین اور فقہاء نے گڑیوں کو جائز کہا ہے لیکن کیا اس کا سبب صرف یہ نہیں ہے کہ گڑیاں پرستش کے کام میں نہیں آتیں؟

۶۔ مسند ابوداؤد طیالسی کے حوالہ سے حضرت ابن عباسؓ کا یہ واقعہ مختصراً گزر چکا ہے کہ وہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس میں تصویریں بنی تھیں۔ ایک شخص نے اعتراض کیا تو انھوں نے کہا میں نے دیکھا نہیں تھا اور اس کے بعد فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس لیے اس کو منع کیا ہے کہ اس سے غرور و فخر پیدا ہوتا ہے اور بحمداللہ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں۔ لیکن چونکہ ان بزرگوں کے نزدیک یہ بھی خلافِ اولیٰ اور خلافِ تقویٰ تھا۔ اس لیے حضرت ابن عباسؓ نے حکم دیا کہ اس کی صورت بگاڑ دی جائے۔

۷۔ بخاری و مسلم و ابوداؤد (باب التصاویر) میں ہے کہ زید بن خالد تابعی نے حضرت ابوطلحہ انصاری سے روایت کی کہ "جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے نہیں داخل ہوتے، لیکن یہ کہ کپڑے پر وہ تصویر نقش ہو۔"

چنانچہ زید کو لوگوں نے اس کے بعد دیکھا کہ وہ اس قسم کا کپڑا استعمال کرتے تھے۔ اس حدیث کی بنا پر بعض محدثین نے منقوش تصاویر کو عموماً جائز سمجھا ہے۔

۸۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ سے جو مدینہ کے ان سات فقہاء میں تھے جن سے فقہ مدینہ مرتب ہوئی ہے بسند صحیح روایت کی ہے کہ ان کا یہی مذہب تھا۔ چنانچہ مکہ میں ان گھر میں ان کے گھر میں بعض عجائب المخلوق عنقاء اور قندس(؟) کی تصویریں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھیں۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۶)

۹۔ حضرت عائشہؓ کے بھانجے عُروہ جو امام المحدثین ہیں، ان کے تکیوں پر پرندوں اور مرد انسانوں کی تصویریں بنی تھیں وہ ان پر ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے۔ (فتح الباری بحوالہ ابن ابی شیبہ)

۱۰۔ ابن سعد نے بسند روایت کی ہے کہ حضرت عروہ کے بٹن میں آدمیوں کے چہروں کی تصویریں بنی تھیں۔ (دیکھو تابعین مدینہ صفحہ ۱۳۶)

۱۱۔ ابن اثیر نے اُسد الغابہ میں حضرت انس بن مالکؓ کے حال میں لکھا ہے کہ ان کی انگوٹھی کے نگینہ پر ایک شیر غرّاں کی تصویر بنی تھی۔ اس سے فقہاء نے یہ استنباط کیا ہے کہ بہت چھوٹی تصویریں جائز ہیں۔

(دُوسری قسط آئندہ شمارے میں)

شاہ ولی اللہ کی تعلیم (اُردو)

از

پروفیسر غلام حسین جلبانی

پروفیسر جلبانی ایم۔ اے سابق صدر شعبۂ عربی سندھ یونی ورسٹی کے برسوں کے مطالعہ و تحقیق کا نچوڑ یہ کتاب ہے۔ اس میں مصنّف نے حضرت شاہ ولی اللہؒ کی پوری تعلیم کا احصا کیا ہے اور اس کے تمام پہلوؤں پر بڑی سیر حاصل بحثیں کی ہیں۔

پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا تھا اور قدردان پڑھنے والوں کے اصرار پر دوسرا ایڈیشن شائع کردیا گیا ہے۔ معیار طباعت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ قیمت :- دس روپے

ملنے کا پتہ

شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر۔ حیدرآباد۔ سندھ

© rasailojaraid.com